قرآن مخلوق نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے

تالیف: علامہ زبیر احمد زئی

حافظ زبیر علی زئی

قرآن مخلوق نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور رحمٰن کا عرش پر مستوی ہونا برحق ہے

سوال: (۱) انور شاہ کشمیری دیوبندی کے ملفوظات میں لکھا ہوا ہے کہ

''واضح ہو کہ حافظ ابن تیمیہ بھی قیامِ حوادث حرف وصوت وغیرہ ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مانتے ہیں .... حافظ ابنِ قیم نے بھی اپنے عقیدۂ نونیہ میں کلامِ باری کو حرف وصوت سے مرکب کہا جس کا رد علامہ کوثری نے ''تعلیقات السیف الصقیل ''میں کیا ہے اور وہاں شیخ عزالدین و دیگر اکابرِ امت کے فتاویٰ نقل کر دیئے ہیں .... ان فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ جس نے خدا کو متکلم بالصوت والحروف کہا اُس نے خدا کے لئے جسمیت ثابت کی جو کفر ہے۔''

(ملفوظات علامہ سید انور شاہ کشمیری ص ۲۰۰)

① کیا واقعی اللہ کے کلام کو حرف وصوت سے مرکب ماننا جسمیت ثابت کرنا ہے؟

② اللہ کی صفتِ کلام کے بارے میں کتاب وسنت کی روشنی میں سلف صالحین کا عقیدہ ومنہج کیا رہا ہے؟

(۲) انھیں ملفوظات میں ایک اور جگہ لکھا ہے: ''حافظ ابن تیمیہ نے کہا کہ عرش قدیم ہے، کیونکہ استواء (بمعنے جلوس واستقرار) ہے اس پر خدا کا، حالاں کہ حدیثِ ترمذی میں خلقِ عرش مذکور ہے .... اور درسِ حدیث دیوبند کے زمانہ میں حضرتؒ نے علامہ ابن تیمیہ کے استواء بمعنی واستقرار و جلوس مراد لینے پر سخت نقد کیا تھا۔'' (ملفوظات .... ص ۲۰۲)

① کیا رالحدیث میں داخل نہ ہوا انور شاہ کشمیری دیوبندی کی درج بالا مسائلِ عقائد کے ضمن میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ پر جرح وتنقید درست ہے؟ حتیٰ کہ انور شاہ کشمیری صاحب کا کہنا ہے کہ ''علامہ ابن تیمیہؒ بہت بڑے عالم ومتبحر ہیں مگر وہ استقرار وجلوسِ خداوندی کا عقیدہ لے کر آئیں گے تو ان کو یہاں دانے دوں گا۔'' (ملفوظات .... ص ۲۲۰)

[شعیب محمد، سیالکوٹ]

الجواب: الحمد للّٰہ رب العالمین و الصّلوٰة و السّلام علٰی رسوله الأمین ، أما بعد:

یہ عقیدہ بالکل صحیح اور برحق ہے کہ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ﴾ اور اگر مشرکین میں سے کوئی ایک تجھ سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دے دو، حتیٰ کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ (سورۃ التوبہ:٦)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین لوگوں کے سامنے جو قرآن پڑھتے تھے، وہ اللہ کا کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا: ﴿ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ اور بے شک یہ رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ (الشعراء:١٩٢)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((ألا رجل یحملني إلٰی قومه فإن قریشًا قد منعوني أن أبلّغ كلام ربّي .)) کیا کوئی آدمی مجھے اپنی قوم کے پاس نہیں لے جاتا؟ کیونکہ قریش نے مجھے اپنے رب کا کلام (لوگوں تک) پہنچانے سے روک دیا ہے۔

(سنن ابی داود:٤٧٣٤ وسندہ صحیح، الترمذی:٢٩٢٥ وقال: ''حسن صحیح غریب'' قلت : سالم بن أبي الجعد مذكور في المدلسين ولا يثبت هذا عنه ، انظر الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين ص٣٩)

☆ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو اللہ کا کلام کہا۔ (دیکھئے کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص٢٣٩، ٢٤٠ وسندہ حسن، وقال البیہقی: ''وهذا إسناد صحيح''، دوسرا نسخہ ص٣٠٩)

جب سورۃ الروم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو مشرکینِ مکہ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ تیرا کلام ہے یا تیرے ساتھی کا کلام ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: نہ یہ میرا کلام ہے اور نہ میرے ساتھی کا کلام بلکہ یہ تو اللہ عزوجل کا کلام ہے۔

(کتاب الاعتقاد للبیہقی تحقیق احمد بن ابراہیم ص١٠٨، وسندہ حسن، عبدالرحمٰن بن ابی الزناد حسن الحدیث وثقہ الجمہور، الاسماء والصفات للبیہقی ص٢٣٩، ٢٤٠، دوسرا نسخہ ص٣٠٩، تیسرا نسخہ ص١٧٩، ١٨٠، وقال البیہقی: ''وھذا اسناد صحیح'')

☆ امام سفیان بن عیینہ المکی رحمہ اللہ (متوفی ١٩٨ھ) نے فرمایا: میں نے ستر (٧٠)

سال سے اپنے استاذوں کو جن میں عمرو بن دینار (ثقہ تابعی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۶ھ) بھی تھے، یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔

(خلق افعال العباد للامام البخاری ص ۷ فقرہ:۱، وسندہ صحیح)

☆ مشہور امام جعفر صادق رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) نے قرآن کے مخلوق ہونے کی نفی کی اور فرمایا: لیکن وہ اللہ کا کلام ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۵ وسندہ حسن، الشریعۃ للآجری ص ۷۷ ح ۱۵۹، الاعتقاد للبیہقی ص ۱۰۷، وقال: ''فهو عن جعفر صحيح مشهور'')

☆ امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ قرآن کو اللہ کا کلام کہتے اور اُس شخص کا شدید رد کرتے جو قرآن کو مخلوق کہتا تھا، امام مالک فرماتے کہ اُسے مار مار کر سزا دی جائے اور قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ (الشریعہ ص ۷۹ ح ۱۶۶، وسندہ حسن)

☆ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جو شخص قرآن کو مخلوق کہے تو وہ کافر ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۹/۱۱۳، وسندہ حسن)

☆ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اُس شخص کو کافر کہا ہے جس نے قرآن کو مخلوق کہا۔

(دیکھئے مسائل ابی داود ص ۲۶۲ وھو صحیح ثابت)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**القرآن من علم الله و علم الله ليس بمخلوق والقرآن كلام الله ليس بمخلوق**'' قرآن اللہ کے علم سے ہے اور اللہ کا علم مخلوق نہیں اور قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔

(المحنۃ روایۃ صالح بن احمد بن حنبل ص ۶۹ بحوالہ العقیدۃ السلفیہ ص ۱۰۶)

امام احمد نے مزید فرمایا: جو شخص **لفظي بالقرآن مخلوق** (قرآن کے ساتھ میرا لفظ مخلوق ہے) کا دعویٰ کرے تو وہ جہمی ہے۔ (مسائل ابن ہانی ج ۲ ص ۱۵۲، فقرہ: ۱۸۵۳)

امام احمد نے **لفظي بالقرآن مخلوق** کہنے والے کے بارے میں فرمایا:

اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اس کے پاس نہیں بیٹھنا چاہئے، اس سے کلام نہیں کرنا چاہئے اور اسے سلام نہیں کرنا چاہئے۔ (مسائل ابن ہانی ج ۲ ص ۱۵۲، فقرہ: ۱۸۵۱)

نیز امام احمد نے فرمایا: '' القرآن علم من علم اللّٰه فمن زعم أن علم اللّٰه مخلوق فھو کافر '' قرآن اللہ کے علم میں سے علم ہے لہٰذا جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہے۔ (مسائل ابن ہانی ج ۲ ص ۱۵۴، فقرہ: ۱۸۶۳)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: جہمیہ کے تین فرقے ہیں: (۱) ایک فرقہ قرآن کو مخلوق کہتا ہے۔ (۲) دوسرا فرقہ کلام اللہ کہہ کر سکوت کرتا ہے۔ (۳) تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارے الفاظ مخلوق ہیں۔ الخ

(المحنۃ روایۃ صالح بن احمد بن حنبل ص ۷۲، بحوالہ العقیدۃ السّلفیہ فی کلام رب البریہ ص ۲۰۴)

☆ امام عبداللہ بن ادریس بن یزید الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) نے اُن لوگوں کو زنادقہ (بے دین، ملحدین، بے ایمان اور کفار) قرار دیا جو قرآن کو مخلوق کہتے تھے۔

دیکھئے خلق افعال العباد للبخاری (ص ۸ فقرہ: ۵ وسندہ صحیح)

☆ امام وہب بن جریر بن حازم رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) نے فرمایا:

قرآن مخلوق نہیں ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۶ وسندہ صحیح)

☆ امام ابوالنضر ہاشم بن القاسم رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) نے فرمایا:

قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۶ وسندہ صحیح)

☆ امام ابوالولید الطیالسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) نے فرمایا:

قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۶ وسندہ صحیح)

بلکہ امام ابوالولید نے مزید فرمایا: جو شخص دل سے یہ عقیدہ نہ رکھے کہ قرآن مخلوق نہیں ہے تو وہ اسلام سے خارج (یعنی کافر) ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۶ وسندہ صحیح)

☆ مشہور قاری اور موثق عندالجمہور امام ابوبکر بن عیاش الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) نے فرمایا: جو شخص تمھارے سامنے قرآن کو مخلوق کہے تو وہ ہمارے نزدیک کافر، زندیق (اور) اللہ کا دشمن ہے، اس کے پاس نہ بیٹھو اور اس سے کلام نہ کرو۔

(مسائل ابی داود ص ۲۶۷ وسندہ صحیح)

☆ ثقہ اور متقن قاضی معاذ بن معاذ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۶ھ) نے فرمایا:

جو شخص قرآن کو مخلوق کہے تو وہ اللہ عظیم کا کافر ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۷، ۲۶۸ وسندہ صحیح)

☆ امام شافعی کے مشہور شاگرد امام ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ البویطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۱ھ) نے فرمایا: جو شخص قرآن کو مخلوق کہے تو وہ کافر ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۸ وسندہ صحیح)

☆ امام احمد بن عبداللہ بن یونس رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) نے فرمایا: جو شخص قرآن کو مخلوق کہے تو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے، یہ کفار ہیں۔ (مسائل ابی داود ص ۲۶۸ وسندہ صحیح)

اس قسم کے حوالے بے حد وشمار ہیں جن سے ثابت ہوا کہ اہلِ سنت کے اجماع اور اتفاق سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ مسلمانوں کے پاس موجود: قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے اور اسے مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ یہ وہی قرآن مجید ہے جو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین محمد ﷺ پر نازل فرمایا اور آپ نے صحابۂ کرام تک پہنچا دیا، صحابہ نے تابعین تک اور تابعین نے تبع تابعین تک پہنچا دیا۔ یہ وہی قرآن ہے جسے حفاظِ کرام نے یاد کر رکھا ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور امتِ مسلمہ جس کی تلاوت کرتی ہے۔

اس عقیدے پر مفصل تحقیق کے لئے اہلِ سنت کی کتب العقائد مثلاً خلق افعال العباد، الشریعہ للآجری اور الاعتقاد للبیہقی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

نیز دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۰/۲۰۶، ۲۰۷)

حافظ ابن عبدالبر نے اس مسئلے پر اہلِ سنت کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھئے التمہید (۲۱/۲۴۱)

امام الحرمین کے والد ابو محمد عبداللہ بن یوسف الجوینی الشافعی الفقیہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۸ھ) نے اس مسئلے پر ایک رسالہ لکھا ہے: ''رسالة في اثبات الاستواء والفوقية و مسئلة الحرف والصوت فی القرآن المجيد''

دیکھئے مجموعۃ الرسائل المنیریہ (۱/۱۷۴۔۱۸۷)

شیخ ابو محمد الجوینی الفقیہ نے فرمایا: '' والتحقيق هو أن اللّٰه تعالىٰ تكلم بالحروف

كما يليق بجلاله و عظمته فإنه قادر والقادر لا يحتاج إلٰى جوارح ولا إلٰى لهوات و كذالك له صوت كما يليق به يسمع ولا يفتقر ذلك الصوت المقدس إلى الحلق والحنجرة كلام اللّٰه تعالٰى كما يليق به وصوته كما يليق به ولا ننفى الحرف والصوت عن كلامه سبحانه لافتقارهما منا إلى الجوارح واللهوات فإنهما من جناب الحق تعالٰى لا يفتقران إلٰى ذلك و هذا ينشرح الصدرله و يستريح الإنسان به من التعسف والتكلف ...''

اور تحقیق یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حروف کے ساتھ کلام فرمایا جیسا کہ اس کے جلال اور عظمت کے لائق ہے، کیونکہ وہ قادر ہے اور قادر مطلق کو اعضاء اور حلق کے کوّے کی حاجت نہیں ہوتی اور اسی طرح اُس (کے کلام) کی سُنی جانے والی آواز ہے جیسا کہ اُس کے لائق ہے اور یہ مقدس آواز حلق اور نرخرے کی محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جیسا کہ اُس کے لائق ہے اور اس (کلام) کی آواز ہے جیسا کہ اُس کے لائق ہے۔ ہم اللہ سبحانہ کے کلام سے حرف وصوت کی نفی (انکار) اس وجہ سے نہیں کرتے کہ ہم اعضاء اور حلق کے کوّوں کے محتاج ہیں (بلکہ ان صفات کا اقرار کرتے ہیں) کیونکہ حق تعالیٰ کی جناب (ذات) ان چیزوں کی محتاج نہیں ہے اور یہ وہ بات ہے جس پر شرح صدر ہوتا ہے اور تعسف وتکلف سے (دور رہ کر) انسان کو آرام پہنچتا ہے.... (مسألۃ الحروف والصوت ص ۱۱، الرسائل المنیر یہ ۱/۱۸۴)

ابراہیم نخعی نے ابوالعالیہ الریاحی کی تعلیم القرآن میں احتیاط کے بارے میں فرمایا:

'' أظن صاحبكم قد سمع أنه من كفر بحرف منه فقد كفر به كله ''

میں سمجھتا ہوں کہ تمھارے ساتھی نے یہ سنا ہے کہ جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا تو اس نے سارے قرآن کا انکار کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۵۱۳ ح ۳۰۱۰۰ وسندہ صحیح)

علمائے اہلِ سنت کی ان واضح تصریحات کے مقابلے میں زاہد بن حسن بن علی [رضا] بن خضوع بن بائی بن قانبت بن قنصو الجرکسی الکوثری نے بغیر کسی شرم وحیا کے لکھا:

'' والواقع أن القرآن فی اللوح و في لسان جبريل عليه السلام و في لسان النبي

ﷺ و ألسنة سائر التالين و قلوبهم و ألواحهم مخلوق حادث محدث ضرورة و من ينكر ذلك يكون مسفسطًا ساقطًا من مرتبة الخطاب و إنما القديم هو المعنى القائم بالله سبحانه يعنى الكلام النفسي في علم الله جل شأنه في نظر أحمد بن حنبل و ابن حزم و قد صح عن أحمد قوله في المناظرة: القرآن من علم الله و علم الله غير مخلوق ''اور واقعی یہ ہے کہ لوح محفوظ، زبانِ جبریل علیہ السلام، زبانِ نبی ﷺ اور تمام تلاوتِ قرآن کرنے والوں کی زبانوں، دلوں اور تختیوں پر قرآن مخلوق حادث ہے جو کہ ضروریات (بدیہی حقیقتوں) کا مسئلہ ہے۔ جو شخص اس کا انکار کرتا ہے تو وہ بدیہات کا منکر اور وہمیات کا قائل ہے، وہ اُس مرتبے سے ساقط ہے کہ اُس سے گفتگو کی جائے۔ قدیم تو وہ معنی ہے جو اللہ سبحانہ کے ساتھ قائم ہے، احمد بن حنبل اور ابن حزم کی نظر میں وہ اللہ جل شانہ کے علم میں کلامِ نفسی کے معنی میں ہے۔ احمد سے صحیح ثابت ہے کہ انھوں نے مناظرے میں کہا: قرآن اللہ کے علم میں سے ہے اور اللہ کا علم مخلوق نہیں ہے۔

(مقالات الکوثری: بدعۃ الصوتیہ حول القرآن ص ۲۷)

کوثری کے اس تلبیسانہ کلام سے معلوم ہوا کہ کوثری جرکسی کے نزدیک وہ قرآن مخلوق ہے جسے نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے سامنے تلاوت کرتے تھے، جبریلِ امین جو قرآن نبی کریم ﷺ کو سناتے تھے وہ کوثری کے نزدیک مخلوق ہے بلکہ لوحِ محفوظ میں جو قرآن لکھا ہوا ہے وہ بھی کوثری کے نزدیک مخلوق ہے۔!

علمائے اہلِ سنت کے اجماعی اور متفقہ فتاویٰ میں سے بعض کے حوالے آپ کے سامنے پیش کر دیئے گئے ہیں کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔

حنفیوں کی کتاب شرح عقیدہ طحاویہ میں لکھا ہوا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جسے اُس نے اپنے رسول پر بطورِ وحی نازل فرمایا، یہ حقیقت میں اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، جو شخص اسے سُن کر سمجھے کہ یہ انسان کا کلام ہے تو اُس نے کفر کیا، اللہ نے ایسے شخص کے ساتھ جہنم کے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ مع شرح ابن ابی العز الحنفی (ص ۱۷۹، مختصراً)

معلوم ہوا کہ جس قرآن کو جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے سامنے اُس کی تلاوت کی، جو لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور جسے تلاوت کرنے والے تلاوت کرتے ہیں، اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے کلام نفسی اور کلام لفظی کی بدعت نکالی اور لفظی بالقرآن مخلوق کا نعرہ لگایا تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایسے لوگوں کو جہمیہ سے زیادہ شریر قرار دیا۔

دیکھئے مسائل ابی داود (ص ۲۷۱)

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ سے "لفظي بالقرآن مخلوق" کا قول باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہٰذا بجنوری وغیرہ نے اس سلسلے میں اُن کی طرف جو کچھ منسوب کیا ہے، وہ سب جھوٹ کا پلندہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: "و القرآن کلام اللّٰہ غیر مخلوق" اور قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔ (خلق افعال العباد ص ۲۳ فقرہ: ۱۱۲)

الامام الصدوق (عندالجمہور) امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لا یستعاذ بالمخلوق و لا بکلام العباد و الجن و الإنس و الملائکة"

مخلوق، بندوں کے کلام، جن، انس اور ملائکہ کے ساتھ پناہ نہیں مانگی جاتی یعنی مخلوق کے ساتھ پناہ نہیں مانگنی چاہئے۔

اس کے راوی امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: (نعیم بن حماد کے) اس قول میں دلیل ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں اور اس کے سوا دوسری مذکورہ چیزیں مخلوق ہیں۔

(خلق افعال العباد ص ۸۹ فقرہ: ۴۳۸)

امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل التیمی الاصبہانی: قوام السنہ رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ) نے اصحاب الحدیث اور اہل السنہ سے نقل کیا کہ اس وقت مصاحف میں لکھا ہوا قرآن، جو سینوں میں محفوظ ہے، وہی حقیقتاً اللہ کا کلام ہے جسے اُس نے بذریعہ جبریل نبی ﷺ تک

اور بذریعہ نبی ﷺ صحابہ تک پہنچا دیا۔
دیکھئے الحجہ فی بیان المحجہ وشرح عقیدہ اہل السنۃ (ج ا ص ۳۶۸)

کوثری نے "قائم با للّٰه" (یعنی الکلام النفسی) کی مبتدعانہ اصطلاح اختیار کر کے "کلام نفسی" کی بدعتی اصطلاح کو ہی رواج دیا اور امام احمد وابن حزم کا ذکر صرف دھوکا دینے اور رعب جمانے کے لئے کیا ہے، کیونکہ اللہ کے علم میں سے ہونے کا مطلب صرف یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔ امام احمد نے لفظیہ کو جہمیہ سے زیادہ شریر قرار دیا تھا جیسا کہ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے اور آپ اُس شخص کو کافر کہتے تھے جو قرآن کو مخلوق کہتا تھا۔ علامہ ابن حزم نے کہا: " والقرآن كلام اللّٰه و علمه غير مخلوق " اور قرآن اللہ کا کلام اور علم ہے، مخلوق نہیں ہے۔ (المحلی ج ا ص ۳۲ مسئلہ: ۵۸)

بلکہ ابن حزم نے مصاحف میں لکھے ہوئے، قاری سے سنے جانے والے، سینوں میں محفوظ اور رسول اللہ ﷺ کے دل پر جبریل کے ذریعے سے نازل کردہ قرآن کو اللہ کا کلام حقیقتاً قرار دیا اور مجاز کی نفی کی، جو شخص قرآن کو مخلوق سمجھتا ہے اُس کے بارے میں ابن حزم نے کہا: "فقد كفر" یقیناً اُس نے کفر کیا۔ (المحلی ۳۲/۱ مسئلہ: ۵۹)

معلوم ہوا کہ کوثری نے امام احمد اور علامہ ابن حزم دونوں پر جھوٹ بولا اور فلسفیانہ سفسطے کو عام سادہ لوح مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے لفظیہ فرقے (جو کوثری کی طرح کلام لفظی اور کلام نفسی کی بدعات نکالتے ہیں) کے بارے میں فرمایا: یہ لوگ صرف جہم (ایک بہت بڑے گمراہ اور بے ایمان) کے کلام پر ہی گھوم رہے ہیں۔ الخ (مسائل ابی داود ص ۲۷۱، وسندہ صحیح)

اس مسئلے (قرآن کے کلام اللہ ہونے اور مخلوق نہ ہونے) پر تفصیلی تحقیق کے لئے شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع العراقی حفظہ اللہ کی عظیم کتاب: " العقيدة السلفية في كلام رب البرية و كشف أباطيل المبتدعة الردية " (کل صفحات ۴۶۰) کا مطالعہ کریں۔

شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع العراقی نے فرمایا:

سلف صالحین کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام صفت ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے، جدا نہیں، اس صفت کے ساتھ اُس کے موصوف ہونے کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا، وہ اپنی مشیئت اور اختیار سے اس کے ساتھ کلام فرماتا ہے اور اس کا کلام سب سے بہترین کلام ہے، اس کا کلام مخلوق کے کلام سے مشابہ نہیں کیونکہ خالق کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، وہ اپنی مخلوق: فرشتوں، اپنے رسولوں اور بندوں میں سے جس سے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے، چاہے واسطے سے یا بغیر واسطے کے۔

وہ اپنے کلام کو حقیقی طور پر سُناتا ہے، اپنے فرشتوں اور رسولوں میں سے جسے چاہے اور قیامت کے دن اپنی آواز اپنے بندوں کو سُنائے گا جیسے کہ اُس نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام کیا اور اپنی آواز کے ساتھ پکارا جب وہ درخت کے پاس آئے تو اس آواز کو موسیٰ (علیہ السلام) نے سُنا۔

جس طرح اللہ کا کلام مخلوق کے مشابہ نہیں ہے اُسی طرح اُس کی آواز مخلوق کے مشابہ نہیں ہے۔ اس کے کلمات کی کوئی انتہا نہیں اور اس کے کلام میں سے قرآن، تورات اور انجیل ہیں۔ قرآن اپنی سورتوں، آیتوں اور کلمات کے ساتھ اُس کا کلام ہے، اس نے حروف اور معانی کے ساتھ یہ کلام فرمایا اور (سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی پر نازل نہیں فرمایا۔ اُس نے اسے جبریل علیہ السلام کو سُنایا، جبریل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو سُنا دیا، جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس کلام کی تبلیغ کر کے آگے ادا کر دیا (یعنی لوگوں تک پہنچا دینے کا واسطہ بنے [یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ مجید کی تشریح، توضیح اور تفسیر بھی صحابۂ کرام کے سامنے بیان کر دی جو احادیث کی صورت میں محفوظ ہے۔ والحمد للہ])

یہی قرآن لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے اور یہی مصاحف (لکھے ہوئے قرآنوں) میں ہے جسے تلاوت کرنے والے اپنی زبانوں سے تلاوت کرتے ہیں، قاری اپنی آوازوں سے اس کی قراءت کرتے ہیں اور سامعین اپنے کانوں سے اسے سنتے ہیں، لکھنے والے اسے لکھتے ہیں اور شائع کرنے والے اپنے آلات کے ساتھ اسے شائع کرتے ہیں، یہی قرآن حفاظِ کرام کے سینوں میں اپنے حروف اور معانی کے ساتھ محفوظ ہے، اللہ نے یہ کلام حقیقتاً فرمایا

ہے اور یہ اُس کا حقیقی کلام ہے غیر کا کلام نہیں، اُسی سے اس کی ابتدا ہوئی اور اسی کے پاس لوٹ جائے گا۔ وہ ایک نازل شدہ قرآن ہے، مخلوق نہیں ہے، جس طرح بھی اُس میں تصرف کیا جائے، قاری کی قراءت، الفاظ پڑھنے والے کے الفاظ، حافظ کا حفظ یا کاتب کا خط ہو، جہاں بھی اس کی تلاوت ہو، لکھا جائے یا پڑھا جائے۔

پھر جو شخص اس کو سننے کے بعد یہ سمجھے کہ یہ مخلوق ہے تو اس شخص نے کفر کیا (یعنی یہ شخص کافر ہے) اور اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے آدم (علیہ السلام) کی پیدائش سے چالیس سال پہلے اپنے ہاتھ سے تورات لکھی جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

اللہ کے کلام کی تقسیم، حصص اور اجزاء ہو سکتے ہیں، پس قرآن اس کے کلام میں سے ہے، تورات اس کے کلام میں سے ہے اور انجیل اُس کے کلام میں سے ہے۔ قرآن تورات کے علاوہ ہے اور تورات انجیل کے علاوہ ہے۔ فاتحہ قرآن کا بعض ہے اور آیۃ الکرسی سورۃ البقرہ کا بعض ہے، سورۃ البقرہ سورۃ آل عمران کے علاوہ ہے اور اسی طرح اس کا سارا کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف لغات (زبانوں) میں کلام فرمایا لہٰذا تورات عبرانی زبان میں ہے، انجیل سریانی زبان میں ہے اور قرآن عربی زبان میں ہے۔ قرآن میں ایسے معانی ہیں جو تورات میں نہیں ہیں اور تورات میں ایسی باتیں ہیں جو قرآن میں نہیں ہیں اور اسی طرح اس کا سارا کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام میں بلحاظِ افضیلت درجے ہیں لہٰذا اُس کا بعض دوسرے بعض سے افضل ہے۔ دوسری آیات سے آیت الکرسی افضل ہے اور سورۂ فاتحہ جیسی سورت تورات اور انجیل میں نازل نہیں ہوئی اور نہ اس طرح دوسری کوئی سورت قرآن میں نازل ہوئی ہے، قل ھو اللہ احد (سورۃ الاخلاص) ایک تہائی قرآن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کلام ایک دوسرے کے پیچھے آتا (یعنی باہم ترتیب کے ساتھ مربوط) ہے مثلاً بسم اللہ میں اللہ کا کلام بسم کے بعد ہے، سین باء کے بعد ہے اور میم سین کے بعد ہے۔ یہ سب اللہ کا کلام ہے، اپنے الفاظ اور حروف کے ساتھ مخلوق نہیں، مخلوق کے مشابہ نہیں ہے۔

(قرآن پڑھنے لکھنے کی حالت میں) بندوں کی آوازیں اور حرکات، مصحف کے ورقے، جلد اور لکھنے کی سیاہی یہ سب مخلوق ہیں اور پڑھے سنے لکھے جانے والے حروف اللہ کا کلام ہیں، اپنے حروف اور معانی کے لحاظ سے قرآن مخلوق نہیں۔

کلامُ اللہ کے بارے میں یہ سلف صالحین کا عقیدہ ہے۔

(العقیدۃ السلفیۃ فی کلام رب البریۃ وکشف اباطیل المبتدعۃ الردیۃ ص ۶۳۔۶۵ مترجماً ومفہوماً)

فرقہ اشعریہ کے امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۴ھ) نے فرمایا:

''قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔'' پھر انھوں نے اس پر کئی دلیلیں پیش کیں۔

دیکھئے الابانہ عن اصول الدیانہ (ص ۱۹۔۲۱)

تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں بعض مبتدعین نے حرف اور صوت کا صریح انکار کر کے نیا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ دیکھئے مجموع فتاویٰ (۱۲/۵۷۹)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھا تو اسے ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی، میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (سنن الترمذی: ۲۹۱۰ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح غریب'' وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور اس کی تلاوت کرو، تمھیں ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملیں گی۔ الخ (المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۱۴۰ ح ۸۶۴۹ وسندہ حسن)

سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فينادي بصوت : إن الله يأمرك ....)) پھر وہ (اللہ) صوت (آواز) سے ندا فرمائے گا: بے شک اللہ تجھے حکم دیتا ہے... (صحیح بخاری: ۷۴۸۳)

فائدہ: روایتِ مذکورہ کو اکثر راویوں نے معلوم (يُنَادِيْ) کے اعراب کے ساتھ پڑھا ہے۔ دیکھئے عمدۃ القاری (ج ۲۵ ص ۱۵۴) اور فتح الباری (۱۳/۴۶۰)

یعنی جمہور راویوں کے نزدیک اس کا اعراب مجہول نہیں بلکہ معلوم (دال کی زیر) کے

ساتھ ہے۔

اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے، اسے امام بخاری نے اپنی مشہور کتاب ''الجامع الصحیح ''میں روایت کیا ہے جس کی صحت پر اُمت کا اتفاق ہے۔اسی حدیث کے حوالے سے اس کے راوی امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

'' وفي هذا دليل أن صوت اللّٰه لا يشبه أصوات الخلق ... ''

اوراس میں دلیل ہے کہ اللہ کی آواز (صوت) مخلوق کی آوازوں سے مشابہ نہیں ہے۔

(خلق افعال العباد ص ۹۲ فقرہ: ۴۶۲)

حدیثِ مذکور کی تشریح میں مولانا محمد داود راز دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

'' یہاں سے اللہ کے کلام میں آواز ثابت ہوئی اور ان نادانوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں نہ آواز ہے نہ حروف ہیں۔معاذ اللہ اللہ کے لفظوں کو کہتے ہیں: یہ اللہ کے کلام نہیں ہیں کیونکہ الفاظ اور حروف اور اصوات سب حادث ہیں۔امام احمد نے فرمایا کہ یہ کم بخت لفظیہ جہمیہ سے بدتر ہیں۔'' (شرح صحیح بخاری ج ۸ ص ۵۹۲ مطبوعہ قدوسیہ لاہور)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: جی ہاں! تیرے رب نے صوت (سُنی جانے والی آواز) کے ساتھ کلام فرمایا: الخ (کتاب السنہ ج ۱ ص ۲۸۰ رقم ۵۳۳)

مزید عرض ہے کہ امام ابوبکر المروزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

(امام) ابوعبداللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے کہا گیا: عبدالوہاب (رحمہ اللہ) نے کہا: جو شخص کہتا ہے کہ اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے بغیر صوت (آواز) کے کلام کیا تو وہ جہمی ہے، اللہ اور اسلام کا دشمن ہے۔(امام احمد) ابوعبداللہ نے مسکرا کر فرمایا: اس (عبدالوہاب) کا یہ قول کتنا بہترین ہے، اللہ اُسے عافیت میں رکھے۔

(السنہ للخلال بحوالہ درء تعارض العقل والنقل ج ۱ ص ۲۶۰ وسندہ صحیح، مطبوعہ: دارالحدیث القاہرہ/مصر)

حافظ ابونصر عبیداللہ بن سعید بن حاتم بن احمد السجزی الوائلی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۴ھ) نے اپنے مشہور رسالے میں فرمایا: اس پر اتفاق ہے کہ کلام حرف اور صوت ہوتا ہے۔

(درء تعارض العقل والنقل لابن تیمیہ ۲۷۹/۱)

السجزی نے فرمایا: قرآنِ عربی حروف ہیں... اور اللہ کی صوت (آواز) میں مخلوق سے کوئی تشبیہ نہیں ہے جس طرح کہ اُس کی صفت کلام مخلوق سے مشابہ نہیں ہے۔ حافظ السجزی رحمہ اللہ نے مزید فرمایا: '' و أما نحن فنقول : کلام اللّٰه حرف و صوت بحکم النص '' اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا کلام حرف اور صوت (آواز) ہے جیسا کہ نص سے ثابت ہے۔

(الابانہ فی مسألۃ القرآن للسجزی بحوالہ درء تعارض العقل والنقل ۲۸۳/۱)

فائدہ: شیخ السنۃ ابونصر السجزی الوائلی رحمہ اللہ کو بعض حنفی علماء نے اپنے ''حنفی'' علماء میں ذکر کیا ہے۔ دیکھئے الجواہر المضیہ (۳۳۸/۱ ت ۹۲۳) اور تاج التراجم (ص ۲۰۱ ت ۱۵۶)

حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم اور علمائے اہلِ سنت کا جو ردّ زاہد الکوثری نے ''تعلیقات السیف الصقیل'' وغیرہ میں کیا ہے وہ مردود ہے۔ کوثری بذاتِ خود جہمی (بدعتی، غیر سُنی) اور مجروح تھا جیسا کہ اس کی تصانیف اور تحریروں سے ثابت ہے۔ فی الحال دس (۱۰) دلیلیں پیشِ خدمت ہیں جن سے کوثری مذکور کا مجروح اور ساقط العدالت ہونا ثابت ہوتا ہے:

۱: امام ابوالشیخ الاصبہانی رحمہ اللہ کے بارے میں کوثری نے کہا:

'' و قد ضعفه بلديه الحافظ العسال بحق '' اور یقیناً اس کے ہم وطن حافظ عسال نے اُسے ضعیف قرار دیا ہے جو کہ حق ہے۔ (تأنیب الخطیب ص ۴۹)

نیز دیکھئے تأنیب الخطیب للکوثری (ص ۱۴۱)

ابوالشیخ مذکور کی تضعیف حافظ العسال سے ثابت نہیں ہے لہٰذا کوثری نے اُن پر جھوٹ بولا ہے۔ یہ تضعیف نہ تو حافظ ابواحمد العسال کی کسی کتاب میں ہے اور نہ اسماء الرجال کی کسی کتاب میں اُسے بحوالہ عسال مذکور نقل کیا گیا ہے۔

۲: شیخ سلیمان الصنیع رکن مجلس الشوریٰ بمکہ نے کوثری کے بارے میں گواہی دی:

'' والذي يظهر لي أن الرجل يرتجل الكذب و يغالط ... ''

اور میرے سامنے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آدمی فی البدیہ جھوٹ بولتا ہے اور مغالطے دیتا ہے۔

(حاشیۃ طلیعۃ التنکیل بمافی تأنیب الکوثری من الاباطیل ج ا ص ۳۱ وسندہ قوی)

۳: حسام الدین القدسی نے کوثری پر جرح کی اور کہا: " **فیخلق لهم من المحاسن و الدفاع ...** "پس وہ ان لوگوں کی خوبیاں اور دفاع گھڑتا ہے۔

(دیکھئے مقدمۃ الانتقاء لابن عبدالبر ص ۳)

۴: امام عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی رحمہ اللہ نے کوثری پر جرح کی اور حق کا دفاع کیا۔
دیکھئے التنکیل بمافی تأنیب الکوثری من الاباطیل للیمانی رحمہ اللہ

۵: احمد بن محمد بن الصدیق الغماری نے کوثری کے بارے میں کہا: " **و أنه شیطان** "
اور بے شک وہ شیطان ہے۔ (بیان تلبیس المفتری محمد زاہد الکوثری ص ۱۲۴)
اور کہا: " **هذا الدجال** " یہ دجال (بیان تلبیس المفتری ص ۱۳۹)

۶: شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے کہا: کیونکہ کوثری اپنے بہت سے حوالوں میں قابلِ اعتماد نہیں، وہ تدلیس کرتا تھا۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ ۳۶۱/۸ ح ۳۸۹۷)
علامہ البانی نے کوثری کو اہلِ سنت اور اہلِ حدیث کا شدید دشمن قرار دیا ہے۔
دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۱۲۷/۶ ح ۳۰۰۰)
اور نقلِ روایت میں غیر امین (یعنی ضعیف اور ساقط العدالت) قرار دیا۔ (الضعیفۃ ۴۴/۱ ح ۲۵)
علامہ البانی نے کہا: " **فإنه علٰی سعة اطلاعه و علمه مدلس صاحب هوی** "
بے شک وہ (کوثری) وسعتِ علم اور اطلاع کے باوجود مدلس اور بدعتی ہے۔

(الضعیفۃ ۳۵۶/۳ ح ۱۲۱۱)

۷: شیخ عبدالمحسن العباد کے صاحبزادے عبدالرزاق المدنی حفظہ اللہ نے کہا:
محمد زاہد کوثری ہمارے زمانے میں جہمیت کا قائد ہے۔

(القول السدید فی الرد علی من أنکر تقسیم التوحید، مقدمہ ص ۱۴، بحوالہ المکتبۃ الشاملۃ)

۸: محمد بہجہ البیطار علامۃ الشام (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے کہا:
" **الكوثري المحرّف لآيات الكتاب المجيد** " قرآن کی آیات کا محرف: کوثری

(الکوثری وتعلیقاتہ ص ۸ بحوالہ الشاملہ)

اور اسے تاریخ میں جھوٹ کو مباح سمجھنے والا قرار دیا۔ (ایضاً ص ۱۳)

۹: شیخ دکتور شمس الدین الافغانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''الکوثري أحد أئمة القبورية و رافع لواء الجهمية ... ''کوثری قبر پرستوں کے اماموں میں سے ایک اور جہمیت کے جھنڈے کو اُٹھانے والا۔ (جھود علماء الحنفیہ فی ابطال عقائد القبوریہ ج ا ص ۴۶۰، ۴۶۱)

۱۰: میں نے شیخ ابو محمد بدیع الدین الراشدی السندھی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

'' خرافي يكذب ''یعنی کوثری خرافات بیان کرنے والا، جھوٹ بولتا تھا۔

(انوار السبیل فی میزان الجرح والتعدیل ص ۷۵)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی دلیلیں ہیں مثلاً کوثری نے صحابہ کرام اور ائمہ مسلمین کو اپنی تنقید و تنقیص کا نشانہ بنایا ہے جس کی تفصیل ''التنکیل'' وغیرہ کتابوں میں ہے۔ تعلیقات السیف الصقیل میں عزالدین بن عبدالسلام وغیرہ کے اقوال کئی وجہ سے مردود ہیں:

اول: کوثری بذاتِ خود غیر ثقہ اور ضعیف تھا۔

دوم: اگر یہ اقوال ثابت بھی ہوتے تو جمہور اہل سنت کے مقابلے میں باطل ہیں۔

سوم: العز بن عبدالسلام کا قول اگر ثابت ہو: قرآن نہ حروف ہیں اور نہ اصوات۔

(دیکھئے مقالات الکوثری: بدعۃ الصوتیہ حول القرآن ص ۲۹)

تو صحیح احادیث اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ کے اقوال کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط اور مردود ہے۔

فائدہ: مملوک خلفاء کے مقابلے میں عبدالعزیز بن عبدالسلام الدمشقی الشافعی المعروف العز بن عبدالسلام کا انتہائی بہترین موقف تھا، تاہم شیخ قطب الدین نے ذیل مرآۃ الزمان میں لکھا ہے: '' كان رحمه الله مع شدته فيه حسن محاضرة بالنوادر و الأشعار و كان يحضر السماع و يرقص و يتواجد ''آپ پر اللہ رحم کرے آپ اپنی شدت کے باوجود نادر حقایات اور اشعار پر بہترین استحضار رکھتے تھے، آپ سماع

(قوالی) کی محفلوں میں حاضر ہوتے، رقص کرتے (ناچتے) اور وجد میں آتے تھے۔

(دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی ج ۴۸ ص ۴۱۹ وفیات ۶۶۰ھ)

رقص وسماع کی ممانعت پر حافظ شیخ ابو محمد محمود بن ابی القاسم بن بدران الدشتی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۵ھ) نے ایک عظیم الشان کتاب: ''النهي عن الرقص والسماع'' لکھی ہے جو ۹۱۵ صفحات میں دار السنۃ (الریاض، سعودی عرب) سے دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ اس کتاب میں شیخ ابن بدران نے فرمایا: یہ گروہ جو سمجھتا ہے کہ رقص، گانے سننا اور بانسریاں بجانا اچھا کام ہے، یہ لوگ اللہ کی لعنت کے مستحق ہیں۔ الخ

(النہی عن الرقص والسماع ج ۱ ص ۴۴۱)

تنبیہ: کوثری جس علمِ کلام کی باتیں کرتا تھا، ایسے کلام کے بارے میں امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: '' لأن يبتلى العبد بكل مانهى اللّٰهُ عنه - سوى الشرك - خير له من الكلام ولقد اطلعت من أصحاب الكلام علٰى شيئ ما ظننت أن مسلمًا يقول ذلك . '' اگر آدمی شرک کے علاوہ ہر ممنوع کام میں مبتلا ہو جائے، وہ اس کے لئے علمِ کلام سے بہتر ہے اور میں نے ان اصحابِ کلام کی ایسی چیزیں دیکھی ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان ایسی بات کہہ سکتا ہے۔

(آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۱۳۷، وسندہ صحیح)

انور شاہ کشمیری دیوبندی کا کہنا کہ ''جس نے خدا کو متکلم بالصوت والحروف کہا اُس نے خدا کے لئے جسمیت ثابت کی جو کفر ہے۔'' کئی وجہ سے مردود اور باطل ہے:

اول: حروف اور صوت کا ذکر احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ (کما تقدم) کیا یہ جسمیت کے قائل تھے؟!

دوم: امام احمد بن حنبل وغیرہ حروف واصوات کے قائل تھے۔ کیا یہ مجسمہ میں سے تھے؟

سوم: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور کے پاس اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تھا یا نہیں؟ اگر سُنا تھا تو تم اپنے باطل دعویٰ اور اصول کی رُو سے جسمیت کے قائل ہو۔ اگر نہیں سُنا تھا تو قرآن کے منکر

ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ﴾ اور جب پہنچا موسیٰ ہمارے وقت پر، اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے۔

(الاعراف: ۱۴۳، ترجمہ عبدالقادر دہلوی ص ۲۰۲)

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اللہ کے کلام کو حرف اور صوت ماننا جسمیت ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ اس ایمان کا اعلان اور اظہار ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ مخلوق نہیں ہے اور یہی قرآن من وعن اپنے تمام حروف کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے روح الامین سیدنا جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، یہ اللہ کی صفتِ کلام اور صفتِ علم ہے اور صفاتِ باری تعالیٰ مخلوق نہیں ہیں بلکہ صفت الرب کو مخلوق سمجھنے والا کافر ہے۔

صفتِ کلام کے بارے میں سلف صالحین کے عقیدے اور منہج کے بعض حوالے اس مضمون میں سابقہ صفحات پر گزر چکے ہیں۔

احمد رضا بجنوری دیوبندی (مجروح) نے انور شاہ کاشمیری دیوبندی سے نقل کیا:

''حافظ ابن تیمیہ نے کہا: ''عرش قدیم ہے'' (ملفوظات کشمیری ص ۲۰۳)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ قول کئی وجہ سے باطل اور مردود ہے:

اول: یہ قول حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہے۔

دوم: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''.... أن العرش مخلوق أيضًا ''

...بے شک عرش بھی مخلوق ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۸ ص ۲۱۴)

سوم: انور شاہ کشمیری دیوبندی نے اس کی کوئی صحیح دلیل یا حوالہ پیش نہیں کیا۔

چہارم: احمد رضا بجنوری بذاتِ خود مجروح تھا، اس کی چار دلیلیں پیشِ خدمت ہیں:

۱: بجنوری نے نقل کرتے ہوئے کہا: ''ابن تیمیہ نے ''کنزولی هذا '' سے تشریح کر کے بدعت قائم کر دی ہے۔'' (ملفوظات ص ۲۴۳)

حالانکہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''کنزولی هذا '' کے الفاظ قطعاً نہیں کہے بلکہ انھوں نے فرمایا: '' و كذلك نعلم معنى النزول ولا نعلم كيفيته '' اور اسی طرح ہم نزول

کا معنی جانتے ہیں اور اس کی کیفیت کو نہیں جانتے۔ (شرح حدیث النزول ص ۴۲)

عبارتِ مذکورہ بالا کا جس نے بھی حافظ ابن تیمیہ کی طرف انتساب کیا ہے، اُس نے جھوٹ بولا ہے۔

۲: بجنوری نے کہا: ''فتح الباری ۱۳۹/۷ میں بھی حدیثِ نزول وصلوۃِ بیت اللحم نسائی، بزار وطبرانی کے حوالے سے ذکر ہوئی ہے، مگر کچھ ابہام کے ساتھ، اور غالباً اسی سے علامہ ابن القیم نے غلط فائدہ اٹھایا ہے، واللہ اعلم۔'' (ملفوظات ص ۱۸۳)

عرض ہے کہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ ۷۵۱ھ میں فوت ہوئے اور حافظ ابن حجر العسقلانی ۷۷۳ میں پیدا ہوئے تھے تو اپنی وفات کے بعد پیدا ہونے والے کی کتاب فتح الباری سے کس طرح ابن القیم نے غلط فائدہ اُٹھایا تھا؟

بجنوری نے تو جھوٹ کا ''لک'' توڑ دیا ہے۔

تنبیہ: حوالۂ مذکورہ کے سیاق وسباق سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں حدیث سے فائدہ اُٹھانا مراد نہیں بلکہ فتح الباری سے ''غلط فائدہ'' اُٹھانا مراد ہے۔

۳: بجنوری نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں کہا: ''زیادہ تحقیقی بات یہ ہے کہ امام بخاری کو پہلی بار بخارا سے مسئلہ حرمت رضاع بلبن شاۃ کی وجہ سے نکلنا پڑا...''

(ملفوظات کشمیری ص ۱۵۶)

بجنوری کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے اور یہ وہ جھوٹا قصہ ہے جسے بعض بے سند حنفیوں نے گھڑ کر اپنے مقلدین میں مشہور کر دیا تھا۔ عبدالحئ لکھنوی تقلیدی نے بھی اس قصے کا بعید از صحت ہونا تسلیم کیا۔ دیکھئے الفوائد البہیہ (ص ۲۹، ترجمہ احمد بن حفص البخاری)

ہم پوچھتے ہیں کہ اس بے سند جھوٹے قصے کی ''صحیح متصل'' سند کہاں ہے؟

اس جھوٹے قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ بجنوری وغیرہ کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ اس بات کے قائل تھے کہ اگر بچہ اور بچی کسی ایک گائے کا دودھ پی لیں تو رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔!! حالانکہ ایسی باطل بات کا قائل کوئی صاحبِ علم نہیں، کجا یہ کہ امیر المومنین فی الحدیث

اور امام الدنیا فی فقہ الحدیث امام بخاری ایسی بات کے قائل ہوں۔!!

جو لوگ امام بخاری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولنے سے شرم و حیا نہیں کرتے، وہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ پر کتنا جھوٹ بولتے ہوں گے۔؟!

۴: بجنوری نے لکھا ہے: ''تقلید شخصی ضروری ہے'' (ملفوظات ص ۲۲۳)

عرض ہے کہ کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے تقلید شخصی کا ضروری ہونا ہرگز ثابت نہیں بلکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر وہ (عالم) سیدھے راستے پر بھی (جا رہا) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو'' الخ

(کتاب الزہد للامام وکیع ج ا ص ۲۹۹، ۳۰۰ ح ۷۱ وسندہ حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۶)

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے کہا: ''مگر تقلید شخصی پر تو کبھی اجماع بھی نہیں ہوا...''

(تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۳۱)

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے تقلید شخصی کے بارے میں کہا:

''یہ کوئی شرعی حکم نہیں تھا، بلکہ ایک انتظامی فتویٰ تھا'' (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۶۵)

معلوم ہوا کہ احمد رضا بجنوری ایک مجروح شخص تھا اور بس (!) لہٰذا ایسے شخص کی نقل اور روایت مردود ہوتی ہے۔

استواء کا معنی جلوس کرنا حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ کی کسی کتاب میں جلس علی العرش یا جلوسہ علی العرش وغیرہ قسم کی کوئی عبارت موجود نہیں ہے بلکہ آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً اپنے عرش پر مستوی ہے بغیر کیفیت اور تشبیہ کے۔ دیکھئے مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۱۷/۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے الامام العارف معمر بن احمد الاصبہانی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ '' و إن اللّٰہ استوی علٰی عرشہ بلا کیف و لا تشبیہ ولا تأویل والاستواء معقول و الکیف فیہ مجھول و أنہ عزوجل [مستوٍ علٰی عرشہ]

بائن من خلقه و الخلق بائنون منه ، بلا حلول ... ''اور بے شک اللہ اپنے عرش پر مستوی ہوا، بغیر کیفیت، تشبیہ اور تاویل کے، استواء معقول ہے اور کیفیت مجہول ہے اور بے شک وہ اپنے عرش پر مستوی ہے۔ عزوجل، اپنی مخلوقات سے جدا ہے اور مخلوق اس سے جدا ہے، بغیر حلول کے... (الاستقامہ لابن تیمیہ ج ا ص ۱۶۸)

معلوم ہوا کہ جلوس کے لفظ کی نسبت حافظ ابن تیمیہ پر افتراء ہے۔ رہا مسئلہ عرش پر اللہ تعالیٰ کا مستوی ہونا تو یہ قرآن، حدیث اور اجماع سلف صالحین سے ثابت ہے۔

مشہور مفسرِ قرآن امام مجاہد (تابعی) رحمہ اللہ نے استوی کی تفسیر میں فرمایا:

'' **علا علی العرش** '' عرش پر بلند ہوا۔

(صحیح بخاری مع فتح الباری ۴۰۳/۱۳ قبل ح ۷۴۱۸، تفسیر الفریابی بحوالہ تغلیق التعلیق ۳۴۵/۵)

تنبیہ: روایتِ مذکورہ میں عبداللہ بن ابی نجیح مدلس تھے لیکن صحیحین میں مدلسین کی روایات سماع پر محمول ہیں لہٰذا یہاں تدلیس کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔

نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر (نسخہ محققہ دار عالم الکتب ج ۶ ص ۳۱۹)

فائدہ: آج کل بہت سے دیوبندیوں نے کلبی (کذاب) کی روایت کردہ تفسیر ابن عباس کو سینے سے لگا رکھا ہے، حالانکہ اس من گھڑت تفسیر میں استوی کا مفہوم: '' **استقر** '' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے تنویر المقباس (ص ۱۰۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے استوی کی تشریح میں استقر اور ظہر وغیرہ اقوال ذکر کر کے فرمایا: حسن (بصری کا قول: علا، ارتفع) اور (امام) مالک (المدنی کا قول: استواء معلوم اور کیفیت مجہول) سب سے بہترین جواب ہے۔ دیکھئے مجموع فتاویٰ (ج ۵ ص ۵۱۹، ۵۲۰)

استویٰ کا معنی و مفہوم ''استولیٰ'' کسی ایک صحابی، تابعی، تبع تابعی یا مستند امام سے ثابت نہیں ہے، رہے ماتریدیہ اور کلابیہ وغیرہ تو سلف صالحین کے خلاف اُن کے افعال و اقوال کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ سرے سے مردود ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا قرآن، حدیث، اجماع اور آثار سے ثابت

ہے۔اس عظیم الشان عقیدے کے تفصیلی دلائل کے لئے حافظ ذہبی کی عظیم الشان اور شہرۂ آفاق کتاب'' العلو للعلي الغفار '' کا مطالعہ کریں جو کہ دو بڑی جلدوں میں عبداللہ بن صالح البراک کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے، جو ۱۶۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ والحمدللہ

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید کے کلام اللہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے اپنے عرش پر مستوی ہونے کے صحیح عقیدوں کی وجہ سے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ پر کشمیری اور بجنوری وغیرہما کا تنقید کرنا غلط اور باطل ہے۔

کشمیری کا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو دارالتقلید (مدرسۂ دیوبند) میں داخل نہ ہونے دینا، ابن تیمیہ کے لئے نقصان کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ وہ تو دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں اور ملا علی قاری حنفی کی تصریح کے ساتھ اولیائے اُمت میں سے تھے۔

دیکھئے جمع الوسائل فی شرح الشمائل (۲۰۷/۱) اور ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۵۸ ص ۱۳)

اولیاء اللہ کا موت کے بعد مقام جنت ہے، نہ کہ مدرسۂ دیوبند جو کہ بستی کی غلاظتوں کے ڈھیر اور کوڑے کرکٹ کی جگہ پر تعمیر کیا گیا۔ دیکھئے فخر العلماء (تصنیف اشتیاق اظہر ص ۶۴) مبشرات دارالعلوم (ص ۲۷ تصنیف انوار الحسن ہاشمی) اور علماء ہند کا شاندار ماضی (ج ۵ ص ۶۴) اور جو بتوں کی عبادت کرنے والے ہندوؤں میں گھرا ہوا ہے۔ مدرسۂ دیوبند میں اندھی تقلید، ابن عربی اور حسین بن منصور الحلاج کے تصوف، باطل تاویلات و تحریفات اور بدعات و ضلالات کے سوا کیا ہے کہ اولیاء الرحمٰن اُس کا دورہ کریں اور تقلیدی حضرات اُن پر پابندیاں لگاتے پھریں۔ سبحان اللہ! وما علينا إلا البلاغ (۲۹/ مارچ ۲۰۰۹ء)